بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹ | رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

یوم یکشنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

نمبر ۸۸	۱۷ شہادت ۱۳۴۵ ہش ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ ۱۷ اپریل ۱۹۶۶ء	جلد ۵۵/۲۰

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنے دلوں اور اپنی آنکھوں کو بُرے جذبات سے روکو اپنے اعمال میں خاص تبدیلی پیدا کرو

یہ وقت اپنے اندر خاص تبدیلی کرنے اور خدا تعالیٰ سے دُعائیں مانگنے کا ہے

"میری نصیحت اس وقت جماعت کو یہ ہے کہ یہ دن بڑے سخت اور ہولناک ہیں۔ اس لئے جہاں تک ہوسکے اپنے دلوں کو اور آنکھوں کو بُرے جذبات سے روکیں اور اپنے اعمال اور چال چلن میں خاص تبدیلی کریں۔ یہ وقت خاص تبدیلی کا ہے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کر دیں۔ سنا ہے کہ ایک شخص عین شادی کے دن طاعون سے مر گیا۔ دنیا کی بے ثباتی کی یہ کیسی عبرت بخش مثال ہے۔ اگر دانشمند غور کرے تو ایک طرح سے یہ دن بڑے عجیب ہیں۔ ان پر نظر کرنے سے موت یاد آتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوتا ہے اور یقین ہی ایک ایسی شے ہے جو اعلیٰ درجہ کی لذت اور سرور صادق الیقین کو بخشتا ہے جو کسی اور کو میسر نہیں آسکتے۔ خدا شناسی کے مسئلہ پر اس وقت ہزاروں قسم کے حجاب اور گرد و غبار پڑے ہیں اور وہ یقین جو لذت بخش نتائج اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ نہیں رہا۔ اور وہ سرور جو دنیا کے تعلقات میں پیدا ہونے والے رنج و غم کو دُور کرتا ہے۔ اس وقت نہیں بلکہ یہ حالت ہو رہی ہے کہ اکسیر مل جاوے تو مل جاوے لیکن ایسے آدمی اس زمانہ میں ملنے مشکل ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایسا یقین رکھتے ہوں جس نے انکی ساری قوتوں اور جذبات پر ایسا اثر کیا ہو اور ایسی معرفت عطا کی ہو جس سے ان کے گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو چکی ہو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسے دلوں کا ملنا بہت مشکل ہے جو ایمان اور اس کے لذت بخش نتائج کی معرفت سے بھرے ہوئے ہوں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۹۷-۹۸)

اخبار احمدیہ

○ ربوہ ۱۶ اپریل۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

○ ربوہ ۱۶ اپریل۔ کل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے خطبہ سورۃ العنکبوت کی آیات اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۔ کی نہایت لطیف تفسیر بیان کرتے ہوئے ابتلاء و آزمائش اور امتحانوں کے فلسفہ اور ان کی حکمت پر بہت پُر معارف انداز میں روشنی ڈالی۔ اور اس ضمن میں واضح فرمایا کہ مومنوں کا روحانی ترقی سے ہمکنار ہونے کے لئے تین قسم کے امتحانوں میں سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان امتحانوں میں کامیاب ہونے کے نتیجہ میں ہی وہ خدائی افضال و انعامات کے مورد بنتے ہیں اور بے انداز برکتوں اور رحمتوں سے نوازے جاتے ہیں۔

○ ربوہ ۱۶ اپریل۔ کل نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں علمی تقاریر کے نہایت ہی بابرکت سلسلہ کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدارت فرمائی۔ اس سلسلہ کا پہلا اجلاس ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء کو منعقد ہوا تھا۔ کل کے اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کرسی صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم مولوی قمر الدین صاحب نے کی۔ بعدہ مکرم قریشی محمد اسلم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" میں عیسائی عقائد کی تردید میں جو دلائل بیان فرمائے ہیں آج کے اجلاس میں ان پر روشنی ڈالی جائے گی۔ ہر ایک صاحب جو تقریر فرمائیں گے ایک دلیل پیش کر کے اس کی وضاحت کریں گے۔

بعد ازاں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ، محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، محترم مولانا ابو العطاء صاحب، اور محترم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری نے تقاریر

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۶۶ء

مشرقی افریقہ میں احمدیوں کی کامیابی کے اسباب

(سلسلہ کیلئے دیکھیں الفضل ۱۵ اپریل)

چوہدری غلام محمد صاحب نے مشرقی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے شاندار کام کو چھپانے کے لئے مزعومہ ناکامی کی ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ احمدی۔

"یا پھر عیسائیوں سے مناظرہ بازی کرتے رہیں۔" (ایضاً)

چوہدری صاحب نے اپنے حسن اخلاق کے مظاہرہ کے لئے تبادلۂ خیال کو مناظرہ بازی کا نام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ کا نمونہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں بھی موجود ہے اور اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی آتا ہے۔ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ کئی دن تک مسجد نبوی میں تبادلۂ خیالات ہوتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کے لئے بھی اجازت فرمائی۔ (آل عمران ۶۲)

الغرض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لے کر آج تک علمائے اسلام عیسائیوں سے مباحثے اور مناظرے کرتے چلے آئے ہیں۔ خود قرآن کریم کا معتد بہ حصہ عیسائیت کی تردید پر مشتمل ہے۔

حیرت ہے خود چوہدری غلام محمد صاحب اپنے اسی مضمون میں بیان فرماتے ہیں کہ مشرقی افریقہ میں عیسائیوں کے نہایت مضبوط مشن قائم ہیں جو بڑے زور شور سے وہاں کام کر رہے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"عیسائی مشنریوں نے اس علاقہ میں غیر معمولی کام کیا ہے۔ جب یہ لوگ آئے تو اس زمانہ میں ساحلی علاقہ چھوڑ کر باقی پورا ملک بالکل غیر متمدن تھا۔ آبادی جنگلوں میں نیم برہنہ رہتی تھی۔ قبائلی نظام تھا۔ تعلیم آمد و رفت کے وسائل علاج معالجہ کی سہولتیں وغیرہ مفقود تھیں۔ عیسائی مشنریوں نے اس کو اپنے تصورات کے مطابق متمدن بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ......

اب تک صورت حال یہ تھی کہ عیسائیت اور مغربی استعمار ایک ہی چیز سمجھے جاتے تھے لیکن ان طاقتوں کے رخصت ہو جانے کے بعد یہ احساس اب ختم ہو رہا ہے۔ دوسری طرف یہ طاقتیں مقامی حکومتوں کو ترقیاتی منصوبوں کے لئے بڑی رقم دے رہی ہیں۔ اس سے تلخی ختم ہو رہی ہے اور باہمی اعتماد کی فضا ابھر رہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں عیسائیت کے لئے آگے بڑھنے کے مواقع بڑھتے جا رہے ہیں وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا استعماریت سے کوئی تعلق نہیں، ہم دینی نوع انسان کی خدمت کے لئے ہیں۔ بہرحال ان کے خلاف ایک بہت بڑا اعتراض رفع ہو رہا ہے، حکومت بھی عیسائیوں کے ہاتھ میں آئی ہے۔ اس لئے اب عیسائیت کے لئے بہت وسیع میدان ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس مذہب کی کمزوریاں اور اس کے پیچیدہ اور ناقابل فہم عقائد اس کی راہ میں حائل رہیں گے۔ نشر و اشاعت کے سارے ذرائع ان کے ہاتھ میں ہیں۔ صرف نیروبی سے آٹھ روزنامے، بیس ہفت روزہ اور ماہانہ اخبارات و رسائل انگریزی اور مقامی زبانوں میں شائع ہوتے ہیں۔ عیسائیت کی طرف کھینچنے والی چیزیں تو تعلیم علاج اور دوسرے مادی فوائد کا لالچ ہی ہے۔ لیکن بہرحال اب ان کو یہ احساس ہے کہ وہ ایک عظیم برادری کے رکن ہیں۔ چونکہ حکومت تجارت اور صنعت پر انہی کا قبضہ ہے۔ اسی لئے لامذہب اسی طرف بڑھیں گے نہ کہ مفلوک الحال مسلمانوں کی طرف۔ پھر وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر کی عیسائی حکومتیں ان کی مدد کے لئے موجود ہیں۔"

(ایشیا لاہور ۳ اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۱)

اس سے ظاہر ہے کہ ہر جگہ کی طرح مشرقی افریقہ میں بھی اسلام کا سب سے بڑا حریف عیسائی مشنری ہے اور جب تک عیسائی مشنری کو دینی شکست نہ دی جائے عیسائیت اپنے وسیع دنیوی وسائل اور ذرائع کی وجہ سے پھیلتی چلی جائے گی۔ ایک ایسے ملک میں جہاں عیسائیت نے اپنا اڈہ جما رکھا ہو۔ وہاں سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسلام کو برتری ہمیشہ کی جائے اور ایسا باہم موازنہ اور مقابلہ کے بغیر کس طرح ممکن ہے۔

عیسائی پادری اسلام کے خلاف جو ہتھیار ہر جگہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ پاکستان کے مسلمانوں سے اوجھل نہیں ہیں۔ وہ خود قرآن کریم کی آیات سے جن کا مطلب افسوس ہے کہ خود مسلمان اہل علم حضرات بھی وہی نکالتے ہیں جو عیسائیوں کو مدد دیتا ہے پادری لوگ پیش کر کے یہاں پاکستان میں بھی مسلمانوں کو پھسلا لیتے ہیں۔ تو خیال کرو مشرقی افریقہ میں جہاں عوام کا ایک بڑا طبقہ مذہب سے بالکل عاری ہے۔ اسلام کے خلاف یہ پادری لوگ کیا کچھ نہیں کرتے ہوں گے۔ پادریوں کے سحر کو توڑنا آسان نہیں ہے۔ اور ہم چوہدری صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے کہ یہ کام تو صرف احمدی ہی کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کا کوئی اور فریق ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔

ایک پادری عام مسلمان عالم سے افریقی عوام کے سامنے پوچھتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس وقت کہاں ہیں تو مسلمان عالم اپنے عقیدہ کے مطابق جواب دیتا ہے کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ پھر وہ اسی عالم سے یہ سوال کرتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں تو مسلمان عالم اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ آپ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔ اس پر پادری خود ہی جواب دیتا ہے اور کہتا ہے بھائیو اس سے اندازہ لگا لو کہ تمہاری نجات یسوع مسیح کر سکتا ہے یا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اب اس کا جواب کیا ہو سکتا ہے۔ اس طرح پادری بازی لے جاتا ہے اور ہمارے مسلمان اہل علم حضرات مونہہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

دوسری طرف اگر احمدی مبلغ مقابلہ میں ہو تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ یسوع مسیح یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہ غریب الوطنی میں سرینگر محلہ خانیار میں دفن ہیں اور پادری صاحب کو کوئی جواب نہیں سوجھتا کیونکہ اس کا خدا مر جاتا ہے۔

یہ ایک مثال ہے اسی طرح کے بیسیوں سوال و جواب ہیں جو عیسائی پادریوں نے قرآن کریم کی آیات پر مبنی بنائے ہوئے ہیں اور جن کے ذریعہ وہ مسلمان اہل علم حضرات کو ہر جگہ لاجواب کرتے رہتے ہیں لیکن جونہی کسی احمدی سے مقابلہ ہوتا ہے تو بستر اٹھا کر رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ یہی ایک بڑا سبب ہے کہ احمدی نہ صرف مشرقی افریقہ میں بلکہ مغربی افریقہ یورپ اور امریکہ میں بھی عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور اب تو بڑے بڑے پادریوں نے بھی یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اگر یسوع مسیح کی وفات ثابت ہو جائے تو عیسائیت کا تمام قلعہ زمین پر آ رہتا ہے اور یہی ہتھیار ہے جو احمدی ہر جگہ عیسائیت کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے فتح پر فتح پا رہے ہیں۔ اور چوہدری غلام محمد صاحب ہیں کہ اس کو "قادیانیوں" کی ناکامی کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اور قرآن و سنت کی روشنی میں عیسائیت کے خلاف جو علم الکلام احمدیوں کو عطا کیا ہے اس کے مقابلہ میں ایک مشرقی افریقہ تو کیا تمام دنیا میں عیسائی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور آج یورپ اور امریکہ بھی عیسائیت کی نئی نئی تاویلیں کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ نہ صرف وہاں موحد عیسائی فرقے پیدا ہو رہے ہیں بلکہ اہل الحاد نے بھی یسوع مسیح کو نئے سانچے میں ڈھال لیا ہے۔ اور "لا الٰہ" کی حدود تک پہونچ گیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یسوع مسیح بطور ایک انسان کے ہی دنیا کے لئے بہترین نمونہ ہیں الوہیت کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر ایک اور چیز ہے اور وہ ہے دعا ہے۔ عیسائیوں میں کئی فرقے ایسے ہیں جو "دعا" کے ذریعہ امراض کی شفا کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ پادریوں کے ایسے وفد افریقہ کا بھی چکر لگاتے ہیں۔ دوسرے مسلمان تو ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا نمونہ بنے رہتے ہیں۔ صرف احمدی ہی ان کے مقابلہ کے لئے نکلتے ہیں اور انہیں "دعا" کا چیلنج دیتے ہیں۔ اور عیسائی پادریوں کے پھیلائے ہوئے دام فریب کا شیرازہ فضا میں بکھیر کر رکھ دیتے ہیں۔ الغرض مشرقی افریقہ میں بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات ہی جو آپ نے قرآن و سنت کی روشنی میں جماعت کو دی ہیں اصل کام کر رہی ہیں۔ اور انشاء اللہ کام کرتی رہیں گی۔

معلوم ہوا کہ جن باتوں کو چوہدری غلام محمد صاحب اپنے خیال میں نعوذ باللہ "قادیانیوں" کی ناکامی کے اسباب بیان کرتے ہیں۔ وہ چیزیں ہر جگہ اسلام اور احمدیت کی کامیابی کا باعث بن رہی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ دوسرے مسلمان احمدیوں کے مقابلہ میں مشرقی افریقہ ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر مقام پر تبلیغ و اشاعت دین کا اول تو کام ہی نہیں کر رہے اور اگر کوئی کسمساتا بھی ہے تو بس ناکامی کا منہ دیکھ کر رہ جاتا ہے۔ ہم اس کے تعلق میں سینکڑوں غیر احمدی دوستوں کے حوالے پیش کر سکتے ہیں۔ جو بفضلِ خدا الفضل میں گاہ بگاہ پیش ہوتے ہی رہتے ہیں۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

فضائل القرآن

حضرت داؤد علیہ السلام اور قرآن حکیم

تسخیر جبال وطیور کی حقیقت

(محترم شیخ عبد القادر صاحب لاہور)

(۳)

حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعہ جو عظیم الشان انقلاب برپا ہوا اس کا تاریخی پس منظر ہم نے مختصراً بیان کردیا ہے قرآن حکیم کو سمجھنا اب آسان ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات قرآنی ملاحظہ ہوں۔ فرمایا:۔

(۱)

"ہمارے بندے داؤد کو یاد کر جو بڑی طاقت کا مالک تھا یقیناً وہ بار بار خدا کی طرف جھکتا تھا۔ ہم نے جبال (یعنی اہل جبال یا جبالی قوم) کو اس کے تابع کر دیا تھا اور وہ شام اور صبح تسبیح میں لگے رہتے تھے اور طیور کو بھی (مختلف قبائل میں سے) جمع کرکے اس کے ساتھ لگا دیا تھا۔ وہ سب کے سب خدا تعالٰے کی طرف جھکنے والے انسان تھے۔ (اوّاب صرف انسانوں کو کہا جاتا ہے) اور ہم نے اس کی حکومت کو مضبوط کیا تھا۔ اور اس کو حکمت اور فصل الخطاب سے نوازا تھا۔

(صٓ ۱۸ تا ۲۱ آیات)

(۲)

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور دونوں نے کہا۔ اللہ ہی سب تعریف کا مالک ہے جس نے ہم کو اپنے مومن بندوں پر فضیلت دی ہے۔ اور سلیمان داؤد کا وارث بنا اور اس نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی زبان سکھائی گئی ہے، اور ہر ضروری چیز ہم کو دی گئی ہے یہ کھلا کھلا فضل ہے۔ (النحل)

(۳)

ہم نے داؤد کے ساتھ (اہل) جبال کو بھی اور طیور کو بھی کام پر لگا دیا تھا وہ سب خدا کی تسبیح کرتے تھے اور ہم یہ سب کچھ کرنے پر قادر تھے اور ہم نے اس کو ایک لباس کا بنانا سکھایا۔ تاکہ وہ تمہاری جان لڑائی میں بچائے۔ پس کیا تم شکر گزار ہوگے۔ (الانبیاء ۸۰-۸۱)

(۴)

اور داؤد نے (فلسطینی دیوہیکل سردار) جالوت کو قتل کیا۔ اور اللہ نے اس کو حکومت اور حکمت بخشی اور جو کچھ اسے منظور تھا اس کا علم اسے عطا کیا۔ اور اگر اللہ انسانوں کو شرارت سے نہ ہٹاتا رہتا یعنی بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ سے نہ روکتا تو زمین تہ و بالا ہو جاتی لیکن اللہ سب اقوام عالم پر بڑا فضل کرنے والا ہے (اس لئے فساد عظیم کو روک دیتا ہے)

(البقرہ ۲۵۲)

(۵)

اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کیا تھا اور کہا تھا کہ اے (اہل) جبال تم بھی اور اے طیور تم بھی اس کے ساتھ خدا کی تسبیح کرو اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ اور (کہا تھا کہ) پورے سائز کی زرہیں بناؤ اور ان کے حلقے چھوٹے بنانا۔ اور (اے داؤد کے ساتھیو) اپنے ایمان کے مطابق عمل کرو۔ میں تمہارے عمل کو دیکھ رہا ہوں۔ (سبا ۱۱-۱۲)

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا

آج آثار قدیمہ کی شہادت سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے بنی اسرائیل میں عہد حدید شروع ہوا۔ لوہے کی قومی صنعت کا آغاز ہوا۔ اس انکشاف سے قرآن حکیم کی مکمل تائید ہوتی ہے۔ حتّی نے "تاریخ شام" میں لکھا ہے:۔

"لوہا پگھلانے اور صاف کرنے کا عمل فلسطینی بڑے اہتمام سے مخفی رکھتے تھے ۔۔۔۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ تک (وفات ۹۶۰ ق م) غیر فلسطینی عناصر کو لوہا پگھلانے اور صاف کرنے کا پیچیدہ عمل معلوم نہ ہو سکا۔

اس وقت فلسطین پر فلسطینیوں کی گرفت ڈھیلی ہو چکی تھی۔ حضرت داؤد نے فلسطینیوں کو مسخر کرنے کے علاوہ اَدُوم کو بھی فتح کر لیا جو خام لوہے کا بہت بڑا مرکز تھا۔ ۔۔۔ یوں فلسطینیوں نے شامی حضارت کو برنجی دور سے اٹھا کر اعلٰے آہنی دور میں پہنچا دیا۔ یقیناً یہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ تھا۔[۱]

آثار قدیمہ کے ایک بہت بڑے عالم ڈاکٹر جان گرے اپنی کتاب "آثار قدیمہ اور دنیائے عہد عتیق"[۲] میں لکھتے ہیں:۔

"وادی عربہ میں دھاتیں پگھلانے کی انڈسٹری عبرانی سلطنت کے عروج کی ایک حیران کن مثال ہے اس وادی میں تانبے اور لوہے کے بیش بہا ذخائر تھے جن کی وجہ سے حضرت داؤد نے ادومیہ کو مطیع کر لیا کیونکہ زیادہ تر کانیں انہی کے علاقہ میں تھیں۔ غالباً یہ وہ تاریخی روایت ہے جس کی بنیاد پر مسلم روایت ہیں۔ حضرت داؤد کو دھاتوں سے کام لینے میں اوّلیت کا سہرا پہنایا گیا۔"

اس حوالہ میں قرآنی فضیلت کا دبی زبان میں اقرار ہے۔

جبال داؤد

حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت جبال لبنان سے لے کر جبال ساعیر تک وسیع تھی۔ ادومیہ کی قومیں بھی آپ کی مطیع و منقاد تھیں۔ جن کا نام ہی "جبل" تھا۔ (زبور ۸۳/۷) جن کے علاقہ کو "جبال" کہا جاتا۔

بحر میت سے لے کر خلیج عقبہ تک ایک سو میل کا کوہستانی علاقہ حضرت داؤد کے زیر نگیں آ گیا۔ اس علاقہ کو زبور داؤد میں جبل کہا گیا۔ عرب اس کو آج بھی "جبال" کہتے ہیں۔ سریانی اور کالدی ڈکشنری میں لکھا ہے:۔

"زبور ۸۳/۸ میں جبل کا ذکر ہے جس کی جمع جبالین ہے۔ یہ کوہستانی علاقہ بحر میت سے لے کر جنوب میں بصرہ تک وسیع ہے۔ سرزمین ادومیہ اسی کا نام ہے۔ اب اس علاقہ کو جبال کہتے ہیں مورخین حروب صلیبیہ نے اس کا نام سیریا سابال رکھا (جبال ان کے ہاں سابال ہو گیا) اپاکرفل بائیبل کی کتاب یہودیت میں اسے جبل کہا گیا (یہودیت ۱/۲۶ لاطینی ترجمہ) یہودی مؤرخ یوسیفس اور دوسرے مورخین قدیم و آبائے کلیسا نے اسے یونانی زبان میں جو بولی گس۔ جبالینی۔ جبالہ کا نام دیا ہے۔" (زیر لفظ جبل)

یہ جبال حضرت داؤد کی سلطنت کے انتہائے جنوب میں تھے۔ شمال میں بھی جبل نامی علاقہ تھا۔ اسی لغت میں لکھا ہے:۔

"جبل لبنان کے مشہور شہر کا نام ہے وہاں کے رہنے والے بہترین ملاح تھے۔"

(حزقی ایل ۲۷/۹)

اور اچھے کاریگر عرب اسے جبلۃ کہتے ہیں۔ یہاں کے رہنے والوں کو جبلی (واحد) جبلیم (جمع) کہا گیا۔

(سلاطین ۱ ۵/۱۸)"

یہ حوالے بتاتے ہیں کہ شمال کے جبل سے لے کر جنوب کے جبل تک حضرت داؤد کی حدود سلطنت وسیع تھیں۔ شمال میں لبنان کے جبال اور جنوب میں جبال ساعیر اللہ تعالٰے کی تسبیح اور تحمید کا مہبط بن گئے۔

قرآن کریم میں جبال کی تسبیح کا ذکر ہے۔ اس سے مراد شام و فلسطین اور حجاز کے جبال ہیں۔ خصوصاً وہ قوم جس کا نام ہی زبور داؤد میں جبل آیا ہے (۸۳/۷) جس کے علاقے کو جبال کا نام دیا گیا۔ جبال جنوبی علاقہ کا نام ہے عجیب بات ہے کہ شمال میں بھی لبنان کے ایک مشہور علاقہ کا نام جبل ہے۔ عرب اسے جبلہ کہتے ہیں۔ "جبل کے بزرگ اور دانشمند" عہد عتیق کا محاورہ ہے (حزقی ایل ۲۷/۹) بائیبل میں اس علاقہ کے لوگوں کو جبال یا جبلیم کہا گیا۔

(سلاطین ۱ ۵/۱۸)

یہ سارے کوہستانی علاقے حضرت داؤد کو عطا کئے گئے۔ زبور داؤد میں بھی روحانی انقلاب کے بیان میں پہاڑوں کی تسبیح کا ذکر ہے۔

خداوند کی حمد کرو ۔۔۔۔۔۔

اے پہاڑو اور اے سب ٹیلو

اے رینگنے والو اور (اے اُڑنے والے) پرندو۔

(زبور ۱۴۸/۹، ۱۰)

پہاڑیاں خداوند کے حضور خوشی سے گائیں۔ (۹۸/۸)

جبال لبنان سے لے کر جبال ساعیر تک حضرت داؤد کی حکومت پھیلی۔ اس لئے جبال کی تسبیح کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا۔ پھر ان جبال سے خدا تعالٰی کی حمد گانے والے طیور جمع ہوئے۔

[۱] تاریخ شام از فلپ ہٹی اردو ترجمہ ۱۴۹-۱۴۸-

[۲] Archaeology and The old Testament world by John Gray.

جبال و طیور کے لئے "کلٌ لہٗ اوّاب" کے الفاظ آئے ہیں۔ گویا ان سے مراد یہاں انسان ہی ہیں۔ مفردات میں ہے کہ اوّاب کا لفظ اس جاندار سے مخصوص ہے جو ارادہ رکھتا ہے وہ لوگ جو کہ "ترک معاصی اور فعل الطاعات سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے" ہیں۔ اوّاب کہلاتے ہیں یہ بہت قطعی ثبوت ہے کہ طیور سے مراد یہاں روحانی انسان ہیں۔

داؤد و سلیمانؑ کے طیور

حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام نے قوم کے صالح عنصر کو فاختہ۔ کبوتری۔ قمری اور ابابیل سے تشبیہ دی ہے۔ کچھ حوالے گذر چکے۔ حضرت داؤد کے زبور اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی غزلات سے ایک ایک حوالہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ زمین پر پھولوں کی بہار ہے۔
پرندوں کے چہچہانے کا وقت آپہنچا
اور ہماری زمین میں قمریوں کی آواز
سنائی دینے لگی۔۔۔۔

اے میری کبوتری جو چٹانوں کی دراڑوں میں اور کراڑوں کی آڑ میں چھپی ہے مجھے اپنا چہرہ دکھا۔ مجھے اپنی آواز سنا۔ کیونکہ تو ماہ جبین اور تیری آواز شیریں ہے۔ ہمارے لئے لومڑیوں کو پکڑو۔ ان لومڑی بچوں کو جو تاکستان خراب کرتے۔ کیونکہ ہمارے تاکوں میں پھول لگے ہیں۔

(غزل الغزلات ۲/ ۱۲تا۱۵)

۲۔ میری کبوترکا میری پاکیزہ بے نظیر ہے۔ وہ اپنی ماں کی اکلوتی وہ اپنی والدہ کی لاڈلی ہے۔ بیٹیوں نے اسے دیکھا اور اسے مبارک کہا۔

۔۔۔ یہ کون ہے جس کا ظہور صبح کی مانند ہے جو حسن میں ماہتاب اور نور میں آفتاب اور علمدار لشکر کی مانند مہیب ہے۔

(غزل الغزلات ۶/ ۹۔۱۰)

اس غزل میں اعلیٰ درجہ کی تشبیہات ہیں۔ کبوتری سے مراد اسرائیل ہے۔ پرندوں اور قمریوں سے مراد صالح عنصر۔ لومڑیوں سے مراد دشمن۔ عرب قبائل کے بے پناہ حملوں نے اسرائیلی تاکستان کو روند ڈالا۔ بنی اسرائیل چٹانوں کے غاروں میں چھپ جاتے۔ اب امن و امان ہے۔ خطرہ ٹل گیا۔ فرمایا کہ اے میری کبوترکا اب باہر نکل آ۔ تُو تو ایک مہیب لشکر ہے۔

یہی مضمون زبور داؤد میں بایں الفاظ بیان ہوا ہے:۔

اے خداوند اسے یاد رکھ کہ دشمن نے طعنہ زنی کی ہے اور بیوقوف قوم نے تیرے نام کی تکفیر کی ہے۔
اپنی فاختہ کی جان کو جنگلی جانور کے حوالہ نہ کر۔ اپنے غریبوں کی جان کو ہمیشہ کے لئے بھول نہ جا
اپنے عہد کا خیال فرما۔

(زبور ۷۴/ ۱۸تا۱۹)

اس حوالہ سے قوم کے صالح عنصر کو فاختہ کہا گیا۔ عبرانی لفظ تور (طیر) استعمال ہوا۔ بُرے عنصر کو تکفیر کرنے والا کہا گیا۔ جنگلی جانور سے مراد دشمن ہے جسے قرآن حکیم میں "غنم القوم" کہا گیا۔ جو اسرائیلی کھیتی کو روند ڈالتے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کی حکمتِ عملی سے دشمن رام ہو گئے۔ مکمل امن کا دَور دَورہ ہے۔ حضرت داؤد اور ان کے ذیشان بیٹے کے طیور ماضی کے دھندلکوں سے نکل کر روزِ روشن میں محوِ پرواز ہیں۔ قرآنی صداقت بالکل واضح ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مقدسہ

بعض احبابِ جماعت کے ذاتی تاثرات

(۳)

(۱۱)

حضورؓ کی ذرّہ نوازی

(مکرم محمد نصیب صاحب عارف حویلیاں ضلع ہزارہ)

۱۔ گزشتہ جنگِ عظیم میں جاپان کی لڑائی میں جاپانیوں کی قید سے رہائی کے بعد جب خاکسار سنگاپور میں پونے پانچ سال رہنے کے بعد ہندوستان ۱۹۴۵ء کے آخر میں پہنچا تو حضورؓ کی ملاقات سے مشرف ہونے کا موقع ملا۔ ملاقات کے لئے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے صرف پانچ منٹ ملے تھے اور یہ بھی بہت زیادہ سمجھ کے دئے گئے تھے۔ کہ زندگی اور موت کی کشمکش کے بعد وطن کو واپسی کے بعد موقع ملا تھا۔ غرض حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قید کا عرصہ کچھ اِس رنگ میں گزارا تھا کہ گویا یہ عاجز سنگاپور میں ایک مربّی یا مبلّغ کی صورت میں گیا تھا۔ وہاں جہاں قید کی سختیوں اور صعوبتوں میں وقت گزرا۔ وہاں ساتھ ساتھ جماعتی کاموں کا موقع بھی میسّر آیا تھا۔ ان کاموں کی تفصیل میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی تو حضورؓ نے اس عاجز کو اسی شفقت اور محبت سے نوازا جیسے ایک کامیاب مبلّغ کو جو بیرونی ممالک سے واپسی پر حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوتا ہے تو حضور اس کو نوازتے ہیں۔ حضور نے کوائف کو بغور سُنا اور بہت سے مزید حالات جاپانیوں کی قید کے دریافت فرمائے۔ ادھر پانچ پانچ منٹ کے وقفہ کے بعد وقت کے ختم ہونے کی گھنٹی بجتی رہی۔ مگر حضور ان کوائف میں اتنے محو تھے کہ اجازت مرحمت نہ فرماتے تھے اور خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوتے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ فرمایا اور رخصت کی اجازت فرمائی۔ ملاقات کے کمرہ سے باہر آنے پر کارکنان بہت حیران تھے کہ اتنا وقت کیوں لگ گیا مگر یہ عاجز حضور پرنور کی قدردانی اور شفقت پر بے حد سرشار تھا جو اتنے عرصہ بعد ملاقات پر نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۔ سنہ ۵۲-۱۹۵۱ء میں جلسہ سالانہ کے بعد خاکسار واپس اپنی ملازمت پر مالیر کینٹ (کراچی) جا رہا تھا کہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس وقت یہ عاجز فوجی وردی میں تھا ملاقات کے لئے وقت لیا گیا اور مجھے ملاقات کے کمرہ میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ جونہی یہ عاجز کمرے میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس زمانے کا تاجدار فضلِ عمر حضور پُر نور خود بنفسِ نفیس اپنی کرسی سے اُٹھ کر خاکسار کو دروازے سے لینے کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں اور میرے قریب آتے ہی خاکسار کا ہاتھ جو مصافحہ کے لئے آگے بڑھا ہوا تھا۔ پکڑتے ہوئے اپنی کرسی تک لے گئے۔ اور قریب پڑی ہوئی کرسی پر بٹھایا۔ اور ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

(۱۲)

قبولیتِ دعا

(سید اعجاز احمد شاہ صاحب انسپکٹر بیت المال)

۱۹۵۱ء کا واقعہ ہے کہ میں ربوہ تھا۔ مجھے برادر خورد عزیزم سید سجاد احمد صاحب کی طرف سے جڑانوالہ سے "تار ملا"۔ والد صاحب کی حالت نازک ہے جلدی پہنچو" نماز مغرب کے قریب مجھے تار ملا مغرب کی نماز میں نے حضورؓ کی اقتداء میں گھبراہٹ کے عالم میں ادا کی۔ جب حضورؓ نماز پڑھا کر واپس تشریف لے جانے لگے۔ تو میں نے عرض کیا۔

"جڑانوالہ سے چھوٹے بھائی کا تار ملا ہے۔ ابا جی کی حالت نازک ہے۔ کل صبح جاؤں گا حضور دعا فرما دیں" حضور نے فرمایا "اچھا دعا کروں گا"۔ حضورؓ پرنور کے ان چار لفظوں میں وہ سکینت تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اگلی صبح کو جڑانوالہ پہنچا۔ والد صاحب محترم چارپائی پر حسبِ معمول پان چبا رہے تھے۔ بھائی سے شکوہ کیا کہ تم نے خواہ مخواہ تار دیکر پریشان کیا تو اس نے کہا کہ کل مغرب کے بعد سے ابا جی کی حالت معجزانہ طور پر اچھی ہونی شروع ہوئی اور خطرہ سے باہر ہوئی ورنہ مغرب سے پہلے سب علاج بیکار ثابت ہو کر حالت خطرہ والی از حد تشویشناک تھی۔ پھر میں نے بتلایا کہ میں نے کل مغرب کے بعد حضور سے عرض کیا تھا۔

درخواستِ دعا

۱۔ ربوہ ۱۶؍اپریل۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد کی طبیعت تاحال ناساز ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم مولانا صاحب موصوف کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ ربوہ ۱۶؍اپریل۔ محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر روزنامہ الفضل کی طبیعت کل شام سے اچانک ناساز ہو گئی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

عزمِ ماریشس:۔

ربوہ ـــــ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے ماریشس جانے کے لئے مورخہ ۱۵؍اپریل ۶۶ء کو چناب ایکسپریس سے کراچی روانہ ہوئے۔ اہلِ ربوہ نے کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچ کر آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ احباب نے آپ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور مصافحہ و معانقہ کیا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل محترم جناب حافظ عبدالسلام صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید نے دعا کرائی۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں مکرم مولوی صاحب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیفہ منیر الدین احمد صاحب شہید (ستارہ جرأت) کی یاد میں

(مکرم جنید صاحب ہاشمی)

خلیفہ منیر الدین احمدؒ اپنے بزرگ اور قابل باپ حضرت خلیفہ رشید الدین احمد (رضی اللہ عنہ) ریٹائرڈ سول سرجن و خسر حضرت مصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ستمبر ۱۹۲۷ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔

حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب کے داماد مکرم مرزا گل محمد صاحب مرحوم رئیس قادیان چونکہ اس وقت تک بے اولاد تھے۔ اسلئے انہوں نے منیر الدین احمد کو گود لے لیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مرزا گل محمد صاحب نے ان کی تعلیم و تربیت اور نگرانی بعد میں پیدا ہونے والے اپنے بیٹوں سے کہیں بڑھ کر کی۔

انہوں نے اس بچے کے سن بلوغت کو پہنچنے تک دوسری شادی نہ کی۔ منیر الدین احمدؒ سے میرا واسطہ اور تعلق ۱۹۳۲ء میں ہوا میرے ذہن اور یاد دل کے پردے پر ایک صحتمند، متعد، تیز اور باریک آواز والے بچے کا نقشہ ابھرتا ہے۔ جو اپنی چھرے والی بندوق ہاتھ میں لئے، نکر اور سفید ریشمی قمیص پہنے چڑیوں اور فاختاؤں کی تلاش میں دوڑتا پھرتا ہے یا اپنی چھوٹی سی نئی بائیسیکل کو گلیوں اور محلوں میں گھمائے پھرتا ہے۔ اس وقت اس بچے کی عمر ۵-۶ سال تھی ابھی اردو کی پہلی کتاب بھی شروع نہیں کی تھی۔ لیکن امیر گھرانے کے بچوں کی طرح صاف ستھرا تھا، ذہانت و فطانت کی باتیں کرتا اپنے "ابا جان" کے احباء اور ملنے جلنے والوں سے عجیب و غریب سوال کرتا اور پھر کچھ سوچ کر دوڑتا ہوا کسی اور مشغلے میں مصروف ہو جاتا تھا ۔۔۔۔۔۔

انہیں ایام کی بات ہے کہ مرزا گل مرحوم نے منیر الدین احمدؒ کی جسے وہ پیار سے "منی" بھی کہا کرتے تھے عام تعلیم و تربیت اور نگرانی کے لئے مجھے کہا۔ چنانچہ اسکے بعد کم و بیش میٹرک کے امتحان تک کبھی باقاعدگی سے اور کبھی بے قاعدگی سے میں نے حتی الامکان ان کی تعلیمی و تربیتی ترقی میں کوشش کی۔ غالباً انہوں نے میٹرک ۱۹۴۲ء میں پاس کیا۔ اس دس سالہ عرصے میں ان کی تعلیمی و تدریسی ترقی اور ذہنی و اخلاقی میلانات کے مطالعہ کا مجھے موقع ملا۔ نصابی اور کتابی علم کے لحاظ سے وہ ایک اوسط درجہ کے طالب علم تھے۔ لیکن عام معلومات جغرافیہ اور زمانۂ حاضر کے مسائل کے بارے میں اکثر باتوں میں وہ حیرت انگیز باتیں جانتے تھے ایجادات اور اخباری معلومات کے بارے میں ان کا علم اکثر ہوشیار طالب علموں سے بھی کہیں بڑھ کر تھا۔ دو چار فقروں میں ایسے پتہ کی بات کہہ جاتے کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا۔

مرزا گل محمد صاحب مرحوم اگرچہ تعلیمی ڈگریوں سے بہرہ مند نہیں تھے۔ لیکن وجہ اسکے کہ وہ انڈین فوج کے ایجوٹنٹ رہ چکے تھے اور خود بھی رئیسانہ رکھ رکھاؤ اور خاندانی جاہ و حشمت سے واقف تھے۔ اس لئے منیر الدین احمد کے لئے حصولِ علم اور واقفیت عامہ کے جملہ لوازمات بآسانی مہیا اور بہم میسر تھے نصابی کتب و کاپیاں اور اچھی قسم کی قلم سیاہیوں کے علاوہ ان کے پاس اعلیٰ درجہ کے کھلونے، واقفیت عامہ کی کتب، رسائل اور چارٹ وغیرہ بکثرت تھیں اور پھر اخبارات، ریڈیو، ایٹلس، ڈکشنری و تصویریں وغیرہ کئی اشیاء تھیں۔ جن سے ایک ذہین طالب علم کام کی باتیں اخذ کرتا ہے۔ اور پھر ان کے "ابا جان" کو اپنے "بچے" کی تدریس و تربیت کا کس قدر جنون تھا۔ اس کا میں گواہ ہوں انہوں نے متعدد دفعہ عزیز منیر کی تعلیمی ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لئے اپنی موٹر میں لاہور کا سفر کیا۔ اور سب سے پہلے وہ چیز خرید کر پھر کوئی اپنا کام کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منیر الدین احمد اگرچہ عام طلبہ و اساتذہ کی نظر میں ایک متوسط درجہ کے طالب علم تھے مگر ان کے دل و دماغ پر واقفیتِ عامہ اور آئندہ زندگی میں کام آنے والے کئی نقوش گہرا اثر چھوڑ گئے اور جب انہیں عملی زندگی کا مقابلہ کرنا پڑا تو بلا کسی جھجک اور رکاوٹ کے اپنے "ذہین اور ڈگری یافتہ" ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔

مئی ۱۹۴۷ء میں انہوں نے ایف ایس سی (انجینئرنگ) کا امتحان دینا تھا تعلیم الاسلام کالج قادیان میں طالب علم تھے۔ لیکن جیسے ہزاروں دیگر مہاجر بے خانماں و برباد۔ زندگی کے مصائب و آلام کا شکار تھے۔ آپ کا دل بھی مزید پڑھائی اور ڈگریوں سے اچاٹ تھا۔ مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے انہیں کسی مہاجر کیمپ میں خدمت کرنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے فوری آمادگی کا اظہار کیا چنانچہ انہوں نے والٹن کیمپ کے قریب ایک مہاجر کیمپ میں بڑی خاموشی اور تندہی سے کام کیا اور بالآخر ایک ڈیڑھ ماہ کی اس بے لوث اور مخلصانہ خدمتِ خلق کے نتیجہ میں یونیورسٹی کی طرف سے انہیں ایمرجنسی ریگولیشن (E.R.47) کے ماتحت ایف ایس سی انجینئرنگ پاس کا ڈپلومہ دیا گیا۔ پھر انہوں نے اپنے بڑے اور پیارے بھائی خلیفہ صلاح الدین احمد مرحوم سے اپنی دیرینہ خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے اس عزیز بھائی کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے لاہور فلائنگ کلب میں داخل کروا دیا۔ خلیفہ صلاح الدین احمد مرحوم کہا کرتے تھے کہ ایسا سعادتمند اور شریف الطبع بھائی بھی کسی کسی کو میسر آتا ہے۔ اسکے فوراً بعد انہوں نے بچپن سے بنائے ہوئے پروگرام کے ماتحت سول پائلٹ کی ٹریننگ کے لئے والٹن جانا شروع کر دیا۔ اور نہایت سرعت سے اپنے تمام ساتھیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ایئر پائلٹ کی تربیت مکمل کر لی۔ اسکے بعد ان کی تمام خفیہ صلاحیتیں اور باطنی قابلیتیں بروئے کار آئیں اور جلدی جلدی وہ منازل طے کیں جن کا ذکر ان کے قریب رہنے والے کوئی صاحب زیادہ بہتر بتا سکیں گے بہر حال وہ پاکستان ایئر فورس میں جلد جلد ترقی پاتے گئے۔ ۸۶-F کے طیارے جب امریکہ سے منگوائے گئے تو آپ سب سے پہلے گروپ میں ٹریننگ حاصل کر کے انہیں خود اڑا کر لائے۔ شہادت کے وقت آپ پی۔ اے۔ ایف سرگودہا میں سکواڈرن لیڈر تھے۔ اور جس جرأت اور جانبازی سے موجودہ جنگ میں حصہ لیا اور شہادت کا مقام حاصل کیا وہ ایک الگ ولولہ انگیز کہانی ہے۔ آپکو قوم کی خدمت کے صلہ میں ستارۂ جرأت کا تمغہ دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہفتہ تحریک وصیت

۱۵ ارلغایت ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس مشاورت ۱۹۵۵ء کے مشورہ اور سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کے مطابق اس سال ہفتہ تحریک وصیت ۱۵ ارلغایت ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء کے ایام میں منایا جائے گا۔ امراء و صدر صاحبان اور سیکرٹری صاحبان وصایا جماعتہائے احمدیہ مطلع رہیں اور کوشش فرمائیں کہ ہر صاحب جائیداد اور کمانے والا غیر موصی احمدی نظام وصیت میں شامل ہو جائے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :-

"اس وقت میرے نزدیک یہ تحریک ہونی چاہیئے کہ جماعت کا ہر فرد وصیت کرے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری جماعت میں کوئی فرد ایسا نہ رہے۔ جس نے وصیت نہ کی ہو"

(الفضل ۵ جون ۱۹۴۷ء)

سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ۔ ربوہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا

والدین کا سب سے اہم فرض تربیت اولاد ہے۔ صحیح رنگ میں تربیت کرنے پر اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب بنتی ہے۔ بصورت دیگر والدین کے لئے سخت تکلیف اور رنج کا باعث ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے بھی ہمیں یہ تعلیم دی ہے فرمایا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا" یعنی اعمال صالحہ اور صحیح تربیت کے ساتھ تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ" والدین پر یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اولاد کی روحانی اور ذہنی تربیت کی جائے اور انہیں ہلاکت کی راہ سے بچایا جائے۔

بچے سب سے پہلے اپنے ماحول کا اثر قبول کرتے ہیں وہ اپنے والدین کے کردار اور افعال کو اپناتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ:-

(۱) والدین اپنی اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھیں

(۲) اور اپنا اور اپنے ماحول کا نمونہ ایسا قائم کریں جو بچوں پر اچھا اثر ڈالے اولاد کی تربیت کے لئے دعا ایک بہت ضروری ہتھیار ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی بھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۷۲)

والدین سے درخواست ہے کہ وہ حضور کے اس ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعائیں بھی کریں۔ کیونکہ حقیقی مربی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس طریق کو اختیار کر کے اپنی اولاد کو باقیات صالحات کا مصداق بنائیں۔

(شعبہ تربیت اطفال الاحمدیہ ربوہ)

دو پہرہ داروں کی فوری ضرورت

بہشتی مقبرہ ربوہ کے لئے دو مخلص، مستعد اور دیانتدار احمدی پہرہ داروں کی فوری ضرورت ہے جو ربوہ میں رہائش رکھتے ہوں عمر چالیس اور پینتالیس سال کے درمیان ہو۔ گو رکنی کا تجربہ رکھتے ہوں یا کم سے کم مدت میں یہ کام سیکھ سکیں۔ قبور کی حفاظت اور معمولی مرمت کے علاوہ مقبرہ کی سڑکوں کی صفائی اور پودوں کی نگرانی ان کے فرائض میں سے ہوگی۔ ڈیوٹی دن کے وقت تین گھنٹوں کے علاوہ رات کو بھی تین گھنٹے ہوگی۔ رات کو فارغ اوقات میں بہشتی مقبرہ کے اندر ہی سونا ہوگا۔ ہفتہ میں صرف دو متفرق راتیں گھر میں رہنے کی اجازت ہوگی۔ الاؤنس ماہوار بلا مقطع بغیر سالانہ ترقی کے ۶۵/- روپیہ اور گورکنی اجرت علیحدہ ہوگی۔

خواہشمند احباب اپنی درخواستیں بتصدیق و بسفارش امیر یا صدر جماعت پتہ ذیل پر ۳۰ر اپریل ۱۹۶۶ء تک بھجوا دیں۔ تصدیق و سفارش کرنے والے عہدہ دار درخواستوں پر کام کی نوعیت و اہمیت اور بہشتی مقبرہ کی تقدیس کو ذمہ دارانہ طور پر ملحوظ رکھیں۔

درخواستوں میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق خصوصیت سے ذکر کیا جائے۔

(۱) ولدیت (۲) پیشہ (۳) عمر (۴) سنہ بیعت (۵) خواندہ یا ناخواندہ

(سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ متوجہ ہوں

خدام الاحمدیہ کے رواں سال کی پہلی ششماہی ۳۰ر اپریل ۱۹۶۶ء کو ختم ہو رہی ہے اس لحاظ سے ہر مجلس کو ۳۰ر اپریل تک اپنے نصف بجٹ کے برابر چندہ جات مرکز کو ادا کر دینے چاہئیں لیکن اکثر مجالس کی وصولیاں ابھی بہت پیچھے ہیں قائدین حضرات سے التماس ہے کہ ناظمین مال کی مدد سے اس طرف پوری توجہ دیں خاص طور پر ایسے خدام سے رابطہ پیدا کریں۔ جن کے ذمہ گذشتہ مہینوں کا بقایا ہے۔

اسی طرح اطفال الاحمدیہ کے چندہ جات کی وصولی کی طرف بھی توجہ کم ہے۔ ناظمین اطفال کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہئے

(مہتمم مال)

ماہِ اپریل میں وصول شدہ لازمی چندہ جات جلد جلد مرکز کو بھجوائے جائیں

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہو رہا ہے اور یہ ضروری ہے کہ اس سال کی وصول شدہ تمام رقوم سال ختم ہونے سے پہلے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہو جائیں۔ لہذا تمام جماعت ہائے احمدیہ سے التماس ہے کہ جس قدر چندہ ۱۰ر اپریل تک وصول ہو وہ لازمی طور پر ۱۵ر اپریل تک مرکز کو روانہ کر دیا جائے۔ اس بارہ میں ہرگز توقف نہ ہو۔ خواہ اس کے بعد مزید کتنی ہی بڑی رقم کی وصولی کی توقع کیوں نہ ہو۔ غرض مزید وصولی کی امید میں پہلی وصول شدہ رقم کسی صورت میں بھی نہ روکی جائے ۱۰ر اپریل کے بعد ۲۰ر اپریل تک جو رقوم وصول ہوں وہ ۲۱ تاریخ تک مرکز کو روانہ کر دی جائیں اور اسکے بعد جو وصولی ہو وہ رقم بھی جلد مرکز میں پہنچانے کی کوشش کی جائے جہاں تک ممکن ہو۔ رقم بنک ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجی جائے یا جن شہروں کے کسی بنک میں صدر انجمن احمدیہ کا حساب ہو۔ اس حساب میں نقد رقم جمع کروائی جا سکتی ہے۔ اور بنک ڈرافٹ یا بنک سلپ چندہ جات کی تفصیل کے ساتھ جناب افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو بھجوا دی جائے۔ حتی الوسع کوئی رقم چیک کے ذریعہ نہ بھیجی جائے۔ کیونکہ جب تک بنک کی طرف سے چیک کی رقم کی وصولی کی اطلاع نہ ملے وہ رقم انجمن کے مرکزی حسابات میں محسوب نہیں ہو سکتی۔ اور منی آرڈر بھی بعض دفعہ کئی کئی ہفتوں کے بعد ملتے ہیں۔ لہذا منی آرڈروں کے ذریعہ صرف وہی جماعتیں رقوم بھجوائیں۔ جہاں منی آرڈر کے سوا رقم بھجوانے کا اور کوئی ذریعہ میسر نہ ہو۔ ایسی جماعتوں کو رقوم بھجوانے میں اور بھی زیادہ جلدی کرنی چاہیئے تا تمام رقوم سال رواں کے حساب میں آ جائیں۔

اس آخری وقت میں چندہ جات کی وصولی کے لئے انتہائی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد۔ صدر انجمن احمدیہ)

طالبات جامعہ نصرت کی کامیابی

جامعہ نصرت کی طرف سے ذہین طالبات کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے پانچ طالبات لاہور گئی تھیں۔ ان میں سے چار طالبات کو انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔

۱۔ ریحانہ کوثر و نصرت احمد نے پھولوں کی سجاوٹ کے مقابلہ میں اول انعام حاصل کیا

۲۔ شاعری کے مقابلہ نزہت الماس کو دوم انعام دیا گیا۔

۳۔ پرچۂ ذہانت میں نسیم غزنوی کو سوم قرار دیا گیا۔

۴۔ زرینہ بخاری کو تلاوت قرآن کریم کا سپیشل انعام ملا۔ ہمارے کالج کی طالبات کی یہ کامیابی محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ قارئین کرام سے ادارہ کی مزید ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

اعلان برائے لجنات

تمام لجنات کو تعلیم القرآن سے متعلق فارم بھجوائے جا چکے ہیں۔ لجنات کی صدر صاحبات سے درخواست ہے کہ جلد از جلد ان فارموں پر لجنہ کی ممبرات اور ناصرات کی لسٹیں مکمل کر کے بھجوائیں اور کوشش کریں کہ کوئی لڑکی اور عورت ایسی نہ رہے جس کا نام ان فہرستوں میں درج ہونے سے رہ جائے۔ پھر یہ رپورٹ بھجوائیں کہ جو عورتیں اور بچیاں ناظرہ نہیں جانتیں۔ ان کی تعلیم کا آپ نے کیا انتظام کیا ہے اور ہر پڑھنے والی نے جو ترقی کی ہے اس کی رپورٹ ہر پندرہ روز کے بعد بھجواتی رہیں اور جو ناظرہ جانتی ہیں ان کو ترجمہ پڑھانے کا بھی انتظام کریں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

بلند پایہ تربیتی ماہنامہ "انصار اللہ" ہر احمدی گھرانے میں پہنچنا چاہیئے سالانہ چندہ چھ روپے صرف (قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

عراق کے تین انقلابات کا رہنما

فیلڈ مارشل عبدالسلام عارف کے حالات زندگی

فیلڈ مارشل عبدالسلام عارف جنہوں نے عراق میں تین انقلابات کی رہنمائی کی ۲۰ر مارچ ۱۹۲۱ء کو بغداد میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کا بچپن شہر کرخ میں گزرا۔ جہاں انہوں نے ایک مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی بیس سال کی عمر میں انہوں نے ملٹری اکیڈمی سے فارغ التحصیل ہو کر عراقی فوج میں کمیشن حاصل کیا۔

۱۹۴۱ء کے انقلاب میں انہیں ایک مسلح دستہ کی قیادت سونپی گئی۔ چند سال کے اندر انہوں نے فوج میں اپنی قائدانہ صلاحیت کی بنا پر شہرت حاصل کر لی۔ ۱۹۴۸ء میں انہیں فلسطین کے معرکوں میں عراقی فوج کا بٹالین کمانڈر مقرر کیا گیا۔ فوج میں انہوں نے تمام اعلیٰ فوجی امتحانات ہمیشہ اعزاز کے ساتھ پاس کئے ۱۹۵۶ء تک وہ دس ملٹری کورس پاس کر چکے تھے ۱۹۵۶ء میں اردن پر اسرائیل کے حملہ کے وقت عراق کی جو فوج اردن کی حمایت میں لڑی تھی کرنل کی حیثیت میں اس کی کمان ان کے سپرد تھی۔ جولائی ۱۹۵۸ء میں جب کہ وہ عراقی فوج میں جنرل کے عہدہ پر فائز تھے ان کی قیادت میں نوری السعید کی حکومت کے خلاف انقلاب کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ ۱۴ر جولائی کو جنرل عارف کی قیادت میں عراق فوج نے انقلاب کے منصوبہ کے مطابق شاہ فیصل کی حکومت کا تختہ الٹ دیا شاہ فیصل ان کے چچا امیر عبد الالٰہ اور وزیر اعظم نوری السعید کو قتل کر دیا گیا اور اس طرح عراق میں ہاشمی خاندان کی حکومت کا سلسلہ ختم کر کے وہاں ایک جمہوری حکومت کے قیام کا راستہ صاف کیا گیا۔

اختلافات:۔

یہ انقلاب اگرچہ جنرل عبدالسلام عارف کی قیادت میں رونما ہوا تھا لیکن انقلاب سے قبل کے فیصلوں کے مطابق جنرل عبدالکریم قاسم کو حکومت کا سربراہ مقرر کیا گیا جنرل عبدالسلام عارف اسی حکومت میں نائب وزیر اعظم تھے۔ لیکن انقلاب کے مقاصد کی تکمیل کی ذمہ داری انہی کے کاندھوں پر تھی۔ چند ماہ کے اندر جنرل عارف اور جنرل عبدالکریم قاسم کے درمیان مصر کے اتحاد پر شدید اختلافات پیدا ہو گئے اور جنرل عبدالکریم قاسم نے اکتوبر ۱۹۵۸ء میں جنرل عبدالسلام عارف کو نائب وزیر اعظم کے عہدے سے برطرف کر دیا۔ جنرل عارف نے مصر کے ساتھ اتحاد کے سوال پر عوام میں اور خاص طور پر جنوبی عراق کے عوام میں بڑی مقبولیت حاصل کر لی تھی اس لئے جنرل عبدالکریم قاسم انہیں اپنے اقتدار کے لئے خطرہ سمجھنے لگے تھے انہوں نے جنرل عارف کو مغربی جرمنی میں سفیر مقرر کیا اس تقرر کا اصل مقصد وقتی طور پر جنرل عارف کو جلاوطن کرنا تھا۔ تاکہ ان کی علیحدگی کے فوراً بعد فوج کی طرف سے کسی جوابی کارروائی کا مقابلہ کیا جا سکے چند ماہ بعد وہ عراق واپس آ گئے جہاں انہیں گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ نومبر میں ایک فوجی عدالت نے جنرل عارف کو سزائے موت کا حکم سنایا جسے بعد میں سزائے عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا۔

والدہ کی موت

قید کے ابتدائی دنوں میں انہیں اپنی والدہ کی المناک موت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ وہ اپنے بیٹے کی جان بخشی کے لئے ایک درخواست لے کر کریم قاسم کے محل پر پہنچیں۔ اور اندر جانے پر اصرار کیا جس کے نتیجہ میں محافظوں نے انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ سے خود کریم قاسم بھی بہت متاثر ہوئے اور صدر عارف سے ملنے جیل گئے اس موقعہ پر کریم قاسم نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن صدر عارف نے کریم قاسم کے ہمدردانہ رویہ کو ٹھکرا دیا اور صرف اتنا کہا کہ اللہ میرا اور میرے متعلقین کا محافظ ہے

نظربندی کے زمانہ میں جنرل عارف کو صرف نماز پڑھنے کے لئے مسجد تک جانے کا موقعہ ملتا تھا۔ انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور عوام کے خاص طبقہ اور فوجی افسروں تک اپنا یہ پیغام پہنچانے میں کامیاب ہو گئے کہ جنرل قاسم نے عراقی انقلاب کے مقاصد سے انحراف کیا ہے اور عرب اتحاد کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔

جنرل عارف کو عراقی عوام میں پہلے ہی بے پناہ مقبولیت حاصل تھی۔ فوج میں بعث پارٹی سے تعلق رکھنے والے افسروں نے اس دوران میں ان سے رابطہ قائم کیا اور جنرل عارف کی رہنمائی میں ۸ر فروری ۱۹۶۳ء کو عراق میں دوسرا انقلاب رونما ہوا۔ جس میں جنرل عبدالکریم قاسم کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ اور جنرل عبدالسلام عارف نے دوبارہ بحیثیت صدر حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔

تیسرا انقلاب

فروری ۱۹۶۳ء کے انقلاب کے بعد اگرچہ جنرل عبدالسلام عارف کو صدر مقرر کیا گیا تھا لیکن بڑی حد تک بعث پارٹی اور فوج میں اس پارٹی سے تعلق رکھنے والے افسروں کو اقتدار حاصل تھا۔ نائب وزیر اعظم صالح سعدی بعث پارٹی کے سب سے بااثر رہنما تھے۔ نومبر میں بعث پارٹی کے لیڈروں میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے پارٹی کے لیڈر صدر ناصر کی حمایت اور مخالفت کرنے والے دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ملک میں دو ہفتہ تک جگہ جگہ ہنگامے اور مظاہرے ہوتے رہے صدر عارف جنہیں اسی دوران میں فیلڈ مارشل کا عہدہ مل چکا تھا خود صدر ناصر اور ان کی عرب اتحاد کی تحریک کے حامی تھے۔ بعث پارٹی کے لیڈروں میں اختلافات کے نتیجہ پر نائب وزیر اعظم صالح سعدی کو ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا گیا اور وزیر اعظم البکر نے اقتدار سنبھال لیا۔ مارشل عبدالسلام عارف نے ملک کو اس خوفناک انتشار سے بچانے کے لئے ۱۸ر نومبر کو فوج کی مدد سے ایک اور انقلاب برپا کیا۔ جس کے بعد بعث پارٹی کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا

تیسرے کامیاب انقلاب کے بعد مارشل عبدالسلام عارف نے عرب اتحاد کے لئے کوششیں شروع کیں اور متحدہ عرب جمہوریہ شام کے علاوہ ایران سے بھی دوستانہ تعلقات کے قیام کے لئے اقدامات کئے۔ عراق اور ایران کے درمیان خلیج فارس کے علاقے میں تیل نکالنے کے بارے میں تنازعات کو طے کرنے کے لئے انہوں نے عراقی وفد ایران بھیجا اور اندرون ملک انتشار کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے کردوں کے خلاف سخت کارروائیوں کا سلسلہ بھی ختم کر دیا۔ اور تدبر کے ذریعہ اس مسئلے کو بڑی حد تک حل کر لیا۔

مارشل عبدالسلام عارف نے مکمل اقتدار حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے پاکستان کا دورہ کیا۔ وہ مارچ ۱۹۶۴ء میں صدر ایوب کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے۔ اور ایک ہفتہ تک پاکستان کا دورہ کیا۔ مارشل عارف نے اپنے ملک کے لئے غیر جانبداری کی پالیسی اختیار کی تھی وہ دفاعی معاہدوں کے مخالف تھے اور اسی بنا پر انہوں نے ۱۹۶۳ء میں عراق کے لئے امریکی فوجی امداد کی پیشکش مسترد کر دی تھی۔ اس موقعہ پر انہوں نے کہا تھا کہ ان کا ملک کسی بڑی طاقت سے اسلحہ کی امداد لینے کی بجائے نقد ادائیگی سے اسلحہ خریدنا پسند کرے گا۔

ہوالشافی
مفید معدہ
پیٹ درد۔ بدہضمی۔ بھوک نہ لگنا ترش ڈکار۔ نفخ۔ قراقر کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ گھروں میں عام استعمال کے لئے بے نظیر چیز ہے اس کا ہر گھر میں ہر وقت ہونا ضروری ہے۔ قیمت بڑی شیشی (سوا چھٹانک) ایک روپیہ۔ ڈبیہ ۱/۲ تولہ ۳۷ پیسے
ملنے کا پتہ:۔ دارالعلاج غلہ منڈی ربوہ

ولادت

برادرم محمد عمر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تین اپریل ۶۶ء کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔

بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر دے اور خادم دین بنائے۔ (والدہ تا کارکن دفتر الفضل ربوہ)

ہمدرد نسواں (ٹھنڈی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس پانچ روپے

اِسلام چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق پیدا ہوں

اس لئے اس نے سوال کرنے اور مانگنے کو ناپسندیدہ امر قرار دیا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ قرآن مجید کی آیت وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ (البقرہ آیت ۱۷۸) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"سوال پیدا ہوتا تھا کہ بندہ خدا کی محبت کے لئے کہاں خرچ کرے۔ سو اس کی تشریح بھی کر دی اور بتایا کہ (۱) وہ قرابت والوں کو دے اس لئے کہ انسان پر ان کا بڑا حق ہوتا ہے۔ مثلاً ماں باپ ہیں جو بچوں کی پرورش اور ان کی نگہداشت کے لئے اتنی بڑی قربانیاں کرتے ہیں جن کی مثال کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ اسیطرح دوسرے رشتہ دار اس بات کے مستحق ہوتے ہیں کہ اگر وہ حاجت مند ہوں تو ان کی امداد کی جائے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے (۲) پھر فرمایا کہ وہ یتامیٰ کو دے چونکہ ان کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اس لئے ان کے حقوق کو مدنظر رکھنے کی تعلیم دی۔ (۳) تیسرے نمبر پر مساکین کو رکھا جائے جن کے پاس اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مال بھی نہیں ہوتا۔ اور وہ لوگوں کے سامنے دست سوال بھی دراز نہیں کرتے گویا وہ اس آیت کے مصداق ہوتے ہیں کہ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔ وہ غربت کے باوجود اپنے اندر اخلاقی بلندی رکھتے ہیں اور اپنے وقار کو قائم رکھنے کے لئے دوسروں سے مانگنے کی ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے (۴) چوتھے نمبر پر مسافر کو رکھا۔ اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے غربت کی شرط نہیں لگائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں غریب مسافروں کی امداد کرنا

ضروری ہوتا ہے وہاں اگر کسی آسودہ حال مسافر کی مدد کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ممکن ہے وہ مالدار تو ہو مگر راستہ میں اس کا مال ضائع ہو گیا ہو۔ اگر ایسا ہو تو وہ بطور حق بھی لے سکتا ہے اور کوئی چیز گرو رکھ کر بھی اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ اسیطرح حکومت کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ ملکی اور غیر ملکی مسافروں اور سیاحوں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے (۵) اس کے بعد پانچویں نمبر پر سائل کو رکھا۔ اس کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اگر وہ غریب اور مفلس ہے تو اسے ابن السبیل کے بعد کیوں رکھا ہے

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام نے سوال کرنا پسندیدہ قرار نہیں دیا۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جس شخص کے پاس ایک وقت کا کھانا ہے اور پھر بھی وہ سوال کرتا ہے۔ وہ خدا کی ناراضگی مول لیتا ہے۔ اسیطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سائل کو دیکھا جس کی جھولی آٹے سے بھری تھی اور پھر بھی وہ لوگوں سے مانگتا پھرتا تھا۔ حضرت عمرؓ کو غصہ آیا۔ اور آپ نے اس سے آٹا چھین کر اونٹوں کے آگے ڈال دیا اور فرمایا کہ اب مانگ۔ آپ کی اس سے غرض یہ تھی کہ وہ لوگوں کے لئے بار نہ بنے بلکہ خود کام کرے اور دوسروں سے مانگ کر کھانے کی ذلت سے بچے۔ پس چونکہ اسلام نے مانگ کر کھانا ناپسند کیا ہے اس لئے یہ بتانے کے لئے کہ سوال کرنا ایک ناپسندیدہ امر ہے سائل کو سب سے آخر میں رکھا۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں اعلےٰ درجہ کے اخلاق پیدا ہوں اور بجائے اس کے کہ لوگ سوال کرتے پھریں وہ خود لوگوں کی ضروریات کا پتہ لگا کر ان کو پورا کریں تا مانگنے سوال کرنیکی نوبت نہ آئے"

(تفسیر سورہ بقرہ صفحہ ۵۲-۵۵)

مخیّر اصحاب غریب طلباء کی امداد کر کے ثواب کمائیں

ان دنوں بچوں کے سالانہ امتحانات کے نتائج نکل رہے ہیں اور جماعت کے غریب طلباء کو نئی کتب کی خرید اور اوپر کی جماعتوں میں داخلہ وغیرہ کے لئے امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی زندگی میں روزنامہ الفضل کے ذریعہ غریب طلباء کی امداد کے لئے مخیّر احباب سے اپیل فرمایا کرتے تھے ان کے تتبع میں خاکسار بھی جماعت کے مخلص دردمند اور ذی ثروت احباب کی خدمت میں گزارش کرتا ہے کہ وہ اس موقع پر غریب طلباء کی امداد کر کے ثواب کمائیں اور اس نیک کام میں حصہ لے کر جماعت کے غریب طبقہ کے بچوں کی تعلیمی ترقی میں ہاتھ بٹا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی گزشتہ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جماعت کے ہونہار بچے" جو بوجہ غربت تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے" وہ سلسلہ کی بروقت امداد کے ذریعہ تعلیم حاصل کر کے اپنے خاندان اور جماعت کے لئے نہایت مفید اور کارآمد وجود بن گئے۔

نظارت خدمت درویشان عموماً ایسے بچوں کی امداد کیا کرتی ہے جو ہونہار ہوں۔ اور افسر درسگاہ کی رپورٹ ان کی اخلاقی حالت کے بارہ میں تسلی بخش ہو۔ پس ایسے مخلص اصحاب جنہیں اللہ تبارک و تعالےٰ نے کشائش رزق سے سرفراز کر رکھا ہو۔ وہ اس کار خیر میں حصہ لے کر ایک جماعتی اہم خدمت سرانجام دے کر رضاء الٰہی حاصل کریں۔

(ناظر خدمت درویشان ربوہ)

تمام ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق منیجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں۔

اخبار احمدیہ بقیہ صفحہ اول

جس میں ردّ عیسائیت کی ایک ایک دلیل بیان کر کے اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی خطاب فرمایا۔ حضور نے اپنے اس خطاب میں عیسائی دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک چیلنج کے ضمن میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ ایک نہایت اہم اعلان فرمایا۔ (حضور کے اس خطاب کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔)

حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اِس سلسلہ کا آئندہ ماہانہ جلسہ "قرآن کریم کی رو سے وفات مسیح" کے موضوع پر ہوگا۔ نیز حضور نے مزید فرمایا کہ "کتاب سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" بڑی ہی عجیب و غریب اور نہایت ہی پُر معارف کتاب ہے اس کا ایک ایک فقرہ بہت وسیع معانی و مطالب اپنے اندر رکھتا ہے۔ آج کے جلسہ میں وہ سب معانی و مطالب اور صداقت اسلام کے دلائل بیان نہیں ہو سکے۔ تین ہفتہ کے بعد جامعہ احمدیہ کے طلباء کا ایک جلسہ منعقد ہو وہ اس عرصہ میں اس کتاب کو بار بار پڑھیں اس کے نوٹس تیار کریں اور اس پر عبور حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر اس جلسہ میں وہ نقاد دیگر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ دلائل در اہیں پر روشنی ڈالیں تاکہ اس کتاب کے جملہ مضامین احباب کے ذہن نشین ہو سکیں۔

آخر میں حضور نے دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے اور اس طرح علمی تقاریر کے سلسلہ کا یہ بابرکت جلسہ اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوا دریں اثنا نماز عشاء کا وقت ہو گیا تھا چنانچہ جلسہ پر آئے ہوئے سب احباب نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷